بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ اِنَّهٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا

وَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَهٗ اٰیَةٌ
تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

نغمۂ توحید

نتیجۂ فکر

فقیہ الامت جامع الشریعت والطریقت

حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب زید مجدہ گنگوہی

مفتی اعظم ہند

ترجمہ و تشریح

محمد فاروق غفرلہ

مدرس مدرسہ دار العلوم جامع مسجد شہر میرٹھ



مؤلف فقیہ الامۃ حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب زید مجدہٗ

مُفتی اعظم ھند

نام کتاب نغمۂ توحید

ترجمہ و تشریح محمد فاروق زین پوری

تعداد ایک ہزار

مطبوعہ جنتا آفسیٹ پریس دہلی

سن طباعت بار اول ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء

سن طباعت بار دوم ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۶ء

ملنے کے پتے

۱۔ خادم جامعہ محمودیہ نوگزہ پیر۔ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یو، پی)

۲۔ مکتبہ نعمانیہ دیوبند۔

۳۔ کتب خانہ یحیوی محلہ مفتی سہارنپور

۴۔ مکتبہ فیض اشرف جلال آباد ضلع مظفر نگر

تقریظ

جنابِ مولانا قاضی زین العابدین صاحب دام ظلہ رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔

قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ (کائنات میں کوئی شئی ایسی نہیں جو اللہ جلّ وعلیٰ کی تسبیح وتحمید نہ کر رہی ہو مگر تم انکی تسبیح کو سمجھتے نہیں) یہ تسبیح لسانی ہو یا حالی بہرحال کائنات کا فریضہ و وظیفہ ہے کہ وہ خالقِ کائنات کی بارگاہِ عزت وجلال وعظمت وکمال وفضل ونوال میں تسبیح خواں اور تحمید بزباں ہو۔ اسی لئے قرآن کریم میں جا بجا تسبیح وتحمید کا حکم دیا گیا ہے۔

نیز کتاب مقدس کا آغاز ہی سورۂ فاتحہ (الحمد) سے فرمایا گیا ہے اور ہر نماز میں اسکی تلاوت کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

اسلامی شاعری میں بھی حمد ونعت شعراء کرام کا خصوصی موضوع رہا ہے اور اس میں انہوں نے اپنے اعجاز بیان اور جدّت فکر کے بڑے بڑے کمالات دکھائے ہیں

شیخ طریقت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب مدت مکارمہم مفتی اعظم ومحدث دارالعلوم دیوبند ان بزرگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے علوم ظاہری کے ساتھ کمالات باطنی سے بھی آراستہ فرمایا ہے۔ درس وافتاء کے فرائضِ منصبی

کیساتھ ساتھ آپکی مجلس دکان معرفت بھی ہے۔ جہاں سے اہل دل متاع روحانی حاصل کرتے ہیں اور جہاں اکابر دیوبند کی روایات مضافہ فیوض ظاہری و باطنی زندہ نظر آتی ہیں حضرت مفتی صاحب فارسی زبان کے بلند پایہ شاعر بھی ہیں اس لئے کبھی کبھی پیکر اشعار میں سلوک و معرفت اور حمد و نعت کے لطیف و عمیق جذبات کا اظہار فرماتے ہیں چنانچہ اس سے قبل حضرت مدظلہٗ کا ایک مجموعہ شعری "گلدستۂ سلام، بدرگاہ حضرت خیر الانام" کے نام سے شائع ہوکر مقبول ہو چکا ہے۔ اب یہ جدید مسدّس تحمیدی آپ کے لائق شاگرد مولانا مفتی محمد فاروق صاحب مدرس دارالعلوم میرٹھ کے ترجمہ اور سلیس نثر ترجمے کے ساتھ اہل نظر کے سامنے آرہا ہے۔ یقین ہے کہ طالبین حقیقت و سالکین طریق معرفت اس کو حرز جاں بنائیں گے اور اپنے قلب و روح کو گرما کر محظوظ ہوں گے۔

حررہ العبد المسکین

(حضرت مولانا قاضی) زین العابدین کان اللہ لہٗ

۱۴/ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

ممبر مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند

توحید سے متعلق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے

چند اشعار (مع ترجمہ)

بیا اے دل دمے از ہستی خود ترک دعوی کن
میفگن چشم بر صورت نظر در عین معنیٰ کن

اے دل آ، کچھ وقت کیلئے اپنی ہستی کا دعویٰ چھوڑ دے۔ ظاہر پر نظر نہ کر اصل حقیقت پر غور کر۔

مبند اے خفتہ دل چشم تماشا سر فرو مفگن
بعین عبرت آخر سیر صنع حق تعالیٰ کن

اے خفتہ دل آنکھ بند کر کے سر جھکا کر مت بیٹھ، عبرت کی آنکھ سے حق تعالیٰ کی کاریگری کی سیر کر (تاکہ تجھ کو حق تعالیٰ کی قدرت نظر آئے)۔

چہ حاجت کز پئے خلوت روی در کنج تنہائی
بیاد دوست خود را از خیال غیر تنہا کن

خلوت کے لئے گوشۂ تنہائی کی کیا ضرورت ہے دوست (حق تعالیٰ شانہ) کی یاد کے ساتھ خود کو تنہا کر لے (کہ خلوت کا مقصد یہی ہے)۔

بیا در انجمن خلوت گزیں واز رہ دیگر
بچشم دل جمال دوست را ہر دم تماشا کن

آ انجمن میں خلوت اختیار کر اور دوسرے راستہ سے بچشم دل جمال دوست

کا ہر وقت نظارہ کر۔

(یعنی جب تو غور کریگا تو تجھ کو ہر چیز میں اسی حق تعالٰی شانہ وحدہ لاشریک لہٗ کے جلال و جمال اور قدرت کا جلوہ نظر آئے گا)۔

(از شیخ عبدالحق محدث دہلوی نوراللہ مرقدہ)

حقیقت توحید

بزبان شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

موحد چہ در پائے ریزی زرش ٭ چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش

امید و ہراسش نباشد ز کس
ہمیں است بنیاد توحید و بس

سعدی علیہ الرحمۃ

(غیر خدا سے نفع و ضرر کا خیال دل سے نکال دینا ہی کمال توحید ہے)۔

مُقدّمہ

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہٖ و
اصحابہٖ وسلّم۔ امّا بعد

خالق کائنات تعالیٰ شانہ نے انسان کو جوہر عقلی عطا فرمایا، اور پھر علم وحی کے ذریعہ اس کو کمال بخشا۔ اور ارباب عقول کو اپنی مخلوقات و مصنوعات کے عجائبات میں تدبّر و تفکر کا حکم فرمایا۔ اس لئے کہ ؎

وَفِی کُلِّ شَیئٍ لَہٗ اٰیَۃٌ ؛ تَدُلُّ عَلیٰ اَنَّہٗ وَاحِدٌ

"ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کے لئے نشانی موجود ہے جو اللہ تعالیٰ کے واحد و یکتا ہونے پر دلالت کرتی ہے۔" ؎

ہر گیاہے کہ از زمیں روید ؛ وحدہٗ لا شریک لہٗ گوید
جو گھاس زمیں سے اُگتی ہے ۔ وحدہٗ لا شریک لہٗ کہتی ہے

چنانچہ ارشاد باری ہے۔

قُلْ اُنْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ	آپ کہدیجئے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں
وَالْاَرْضِ۔	ہیں آسمانوں میں اور زمین میں۔

اور

قُلْ اِنَّمَا اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَ فُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا

آپ یہ کہئے کہ میں تم کو صرف ایک بات سمجھاتا ہوں، وہ یہ کہ تم خدا کیواسطے کھڑے ہو جاؤ۔ دو دو اور ایک ایک پھر سوچو، (بیان القرآن) نیز ارشاد فرمایا۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝

بلا شبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے میں اور جہازوں میں جو کہ سمندر میں چلتے ہیں آدمیوں کے نفع کی چیزیں لیکر اور پانی میں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے برسایا پھر اس سے زمین کو تر و تازہ کیا اسکے خشک ہوئے پیچھے اور ہر قسم کے حیوانات اس میں پھیلا دیئے اور ہواؤں کے بدلنے میں اور ابر میں جو زمین و آسمان کے درمیان مقید رہتا ہے دلائل ہیں ان لوگوں کیلئے جو عقل رکھتے ہیں (بیان القرآن)

نیز ارشاد فرمایا

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَ الْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ
اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ
لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ
يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا
وَقُعُودًا وَعَلٰى جُنُوبِهِمْ
وَ يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۝
رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا
سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ
النَّارِ ۝

بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے
میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن
کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل
کے لئے جن کی حالت یہ ہو کہ وہ لوگ
اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی،
بیٹھے بھی لیٹے بھی۔ اور آسمانوں اور
زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں
کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے اس
کو لا یعنی پیدا نہیں کیا، ہم آپ کو منزہ
سمجھتے ہیں سو ہم کو عذاب دوزخ سے
بچا لیجئے۔ (بیان القرآن)

نیز ارشاد فرمایا

وَ إِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ
لَعِبْرَةً نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي
بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَ
دَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ
وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَ

اور تمہارے لئے مواشی میں بھی غور
درکار ہے، اسکے پیٹ میں جو گوبر اور
خون ہے اسکے درمیان میں سے صاف اور
گلے میں آسانی سے اترنیوالا دودھ ہم
تم کو پینے کو دیتے ہیں، اور کھجور اور

الْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا
وَّرِزْقًا حَسَنًا اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ
لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَ
اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ
اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا
وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ
ثُمَّ كُلِىْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِىْ
سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ
مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ
اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ
اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

انگور کے پھلوں سے تم لوگ نشہ کی چیز
اور عمدہ کھانیکی چیزیں بناتے ہو بیشک
اسمیں ان لوگوں کیلئے بڑی دلیل ہے جو
عقل رکھتے ہیں اور آپ کے رب نے شہد کی
مکھی کے جی میں یہ بات ڈالی کہ تو پہاڑوں
میں گھر بنالے اور درختوں میں اور لوگ
جو عمارتیں بناتے ہیں ان میں پھر ہر قسم
کے پھلوں سے چوستی پھر۔ پھر اپنے رب کے رستوں
پر چل جو آسان ہیں اسکے پیٹ میں سے پینے
کی چیز نکلتی ہے جسکی رنگیں مختلف ہوتی ہیں
کہ اسمیں لوگوں کے لئے شفا ہے اسمیں ان
لوگوں کیلئے بڑی دلیل ہے جو سوچتے ہیں
(بیان القرآن)

نیز ارشاد فرمایا

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ
مُسَخَّرَاتٍ فِىْ جَوِّ السَّمَآءِ
مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ
اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ

کیا لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا
کہ آسمان کے میدان میں مسخر ہو رہے
ہیں ان کو کوئی نہیں تھامتا بجز اللہ
کے اس میں ایمان والے لوگوں کیلئے

لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ چند دلیلیں ہیں۔ (بیان القرآن)

نیز ارشاد فرمایا

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝

تو کیا وہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح پیدا کیا گیا ہے، اور آسمان کو کس طرح بلند کیا گیا ہے، اور پہاڑوں کو کہ کس طرح کھڑے کئے گئے ہیں، اور زمین کو کہ کسطرح بچھائی گئی ہے (بیان القرآن)

نمونہ کے طور پر یہ چند آیتیں ذکر کر دیں ورنہ تو قرآن پاک میں اس مضمون کی بیشمار آیتیں ہیں۔ اور قرآن پاک میں جگہ جگہ مخلوقات میں غور کرنے کا حکم کیا گیا ہے، چونکہ اس خالق کائنات قادر مطلق وحدہٗ تعالیٰ کی مخلوقات میں اور اس کے عجائبات میں غور کرنا اس قادر مطلق وحدہ لاشریک لہٗ کی معرفت کا ذریعہ ہے، جو رسوخ یقین کا سبب ہے! بلکہ خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ نے مخلوق کو پیدا ہی اپنی معرفت کے لئے کیا ہے، چنانچہ حدیث قدسی ہے

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَرَدْتُّ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ الحدیث

خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ نے ارشاد فرمایا کہ میں مخفی خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

حدیث پاک سے صاف ظاہر ہو گیا کہ مخلوق کو پیدا ہی اس لئے کیا گیا ہے

تاکہ اس کے ذریعہ اس خالق و مالک کو پہچانا جائے، اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو کہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ مستقل باب معرفت بلکہ کتاب معرفت ہے عالم کے جس ذرہ میں غور کرنا شروع کیا جائے اس کے عجائبات اور حکمتوں کے چشمے ابلتے چلے جائیں گے اور قدم قدم پر انسان اس خالق و مالک وحدہٗ لا شریک لہ بیچوں و بے مثل کی وحدانیت اور قدرت، حکمت، علم کے لا متناہی ہونے کا اقرار کرنے پر مجبور ہوگا اور یقین کرتا جائے گا کہ یہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اپنی ذات میں کچھ نہیں ہیں اسی بے مثل و یکتا تعالیٰ شانہٗ کی قدرت و کمال، جلال و جمال کا ظہور ہے' اور بس اور بے اختیار پکار اٹھیگا

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًاۚ

"اے ہمارے پروردگار آپ نے اس کو لایعنی پیدا نہیں کیا" (بیان القرآن)

مثلاً انسان اسی زمین و آسمان میں غور کرے تو معلوم ہوگا کہ گویا ایسا مکان ہے جس میں ضرورت کی سب چیزیں جمع کر دی گئیں ہیں، آسمان مثل چھت کے بلند ہے تو زمین مثل فرش کے بچھی ہوئی ہے، ستارے مثل قندیلوں قمقموں کے روشن کر دیئے گئے ہیں، جواہر کو ذخائر کی طرح محفوظ کر دیا گیا ہے، اور انسان گویا اس مکان کا مالک ہے اور سب چیزیں اسی کی ضرورت کیلئے تیار کی گئی ہیں، نباتات اس کے منافع کے لئے اور اصناف حیوانات اسی کے مصالح کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، آسمان کا رنگ بھی وہ بنایا جو

نظر کے موافق اور اس کو تقویت و سرور بخشتا ہے، اگر کوئی اور رنگ ہوتا تو نظر کو اس درجہ مفید اور سرور بخش نہ ہوتا بلکہ مضر ہوتا۔ بادشاہ اپنے مکانوں کی چھتوں پر نقوش بناتے ہیں تاکہ اسے دیکھنے سے راحت وانشراح حاصل ہو مگر جب اس کو بار بار دیکھا جائے تو طبیعت اکتا جاتی ہے مگر انسان آسمان اور اسکی زینت نجوم و قمر کو دیکھتا ہے تو فرحت اور تازگی بڑھتی ہی رہتی ہے اور وہ وہ عجائبات سامنے آتے ہیں کہ عقل حیران رہجاتی ہے ستاروں کی حرکت اور چمک دمک دیکھو سورج اور چاند کو دیکھو ان کے نظام طلوع و غروب کو دیکھو اور پھر یہ تقسیم دیکھو کہ سورج کو دن میں رکھا چاند کو رات میں۔ کس طرح ہر روز سورج نکلتا ہے اور اپنی شعاعوں سے پوری دنیا کو جگمگاتا اور فائدہ بخشتا ہے اور کس طرح شام کو اپنی منزل طے کر کے ایک بیکس و بےبس عاجز و درماندہ کی طرح منہ چھپا لیتا ہے اور پھر صبح کو اسی آب و تاب کے ساتھ دوسری جانب جاکر مشرق سے نکل آتا ہے، اور پھر پوری دنیا کو گرماتا ہوا اپنا سفر شروع کر دیتا ہے آخر کون ذات ہے جسکے حکم کے سامنے یہ سورج اپنی اس وسیع قوت و توانائی کے باوجود جھکا ہوا ہے اور کون ہے جو اس کو نکالتا اور چھپاتا ہے اور کون ہے جو اس کے نور کو بوقت شام چھینتا اور بوقت صبح واپس لوٹا دیتا ہے اور ہر روز نئی منزل نئے راستہ کی رہبری رہنمائی کرتا ہے

اور کتنی بڑی حکمتوں والی ہے وہ ذات جس نے اسکے نکلنے چھپنے کا نظام بنایا۔ اگر نہ چھپتا اور اسی طرح نکلتا رہتا تو اسکی گرمی و تپش سے مخلوق جل کر خاک ہوجاتی اگر نہ نکلتا تو دنیا اندھیر ہوجاتی اور سب کام معطل ہو کر رہجاتے کیا یہ سورج اعلان نہیں کرتا، دعوت نہیں دیتا کہ کوئی اور ذات ہے قادرِ مطلق علیم و حکیم جو مجھ پر قابض و مسلّط ہے۔ اسی کا حکم اسی کی قدرت اسی کا جلال مجھ میں جلوہ گر ہے۔ ورنہ میں عدم محض ہوں اور کیا یہ سورج ہر روز غروب و طلوع کے ذریعہ فنا و قیامت اور اس کے بعد بعث، حشر و نشر کی حقانیت کا نقشہ پیش نہیں کرتا ؟

اور اس نے چاند میں حرارت اور سورج میں برودت رکھی اگر چاند میں بھی حرارت ہوتی تو رات میں بھی سکون و راحت میسّر نہ آتی، اور سورج کے برخلاف چاند کا طلوع و غروب کا نظام رکھا۔ اس کا ہر روز گھٹنا بڑھنا تاکہ مہینوں اور سالوں کا حساب جانا جاسکے، کون ذات ہے جس نے سورج میں حرارت اور چاند میں برودت رکھی اور کون ہے جو ہر روز چاند میں کمی زیادتی کرتا ہے اور اس کمی زیادتی کا جو نظام مقرر کر دیا ہے کبھی اس میں سرمو فرق نہیں آتا اور کون ہے جو کبھی ان دونوں کو بالکل بے نور بنا کر اپنی قدرت کا مظاہرہ کرتا ہے ؟

اور کون ہے جس نے رات دن کا نظام مقرر کیا ہے یہ دن رات آخر کیا چیز ہیں

کوئی بتائے ان کی ماہیت کیا ہے وہ کون زبردست قدرت والا ہے جو دن کے ذریعہ پوری دنیا کو روشن کر دیتا ہے ؟ تاکہ مخلوق اپنے کام وکاج میں لگیں اور کون ہے جو دن کی سفید و روشن چادر کو لپیٹ کر رات کی اندھیری چادر دنیا پر تان دیتا ہے اور اندھیری کی وحشت سے بچانے کیلئے ستاروں کو روشن کر دیتا ہے اور نہ اتنا اندھیرا کہ وحشت ہو، اور مسافر راستہ نہ پا سکیں نہ اتنی روشنی جو سکون وراحت میں مخل ہو اور پھر کون ہے جو اس اندھیری رات کو پھاڑ کر صبح کو نکال لاتا ہے اور اندھیری کو نور سے بدل دیتا ہے اور کون ہے جو ان کو گھٹاتا بڑھاتا ہے، دن گھٹا کر رات میں اور رات کو گھٹا کر دن میں داخل کر دیتا ہے اور جو نظام مقرر کر دیا کبھی ذرہ برابر فرق نہیں آتا کہ کبھی دن میں یا رات میں کچھ تاخیر ہو جائے یا کوئی وقت سے پہلے آجائے کیا لیل و نہار کا یہ عجیب و غریب نظام نہیں بتاتا کہ کوئی زبردست قدرت والا ہے جو ہم پر غالب و مسلط ہے اور لیل و نہار اپنی ذات میں کچھ نہیں بلکہ اسی قادر مطلق ھُوَ الظَّاھِرُ ھُوَ البَاطِنُ کی صفت کا ظہور ہے اور کیا رات دن کا یہ نظام اس قادر مطلق کی صفت احیا و اماتۃ کا یقین نہیں دلاتا اور کیا یہ نظام نہیں بتاتا کہ جو ذات دن کو ختم کر کے رات لانے پر، روشنی کے بدلے اندھیری لانے پر قادر ہے اور جو رات کے وقت روحوں کے نکالنے پر قادر ہے وہ ایک روز پوری دنیا کو اسی طرح مٹا دینے پر بھی

قادر ہے جس کو قیامت کہتے ہیں اور حورات کو ختم کر کے دن کے لانے اندھیرے کو ختم کر کے اجالا لانے پر قادر ہے وہ روحوں کو نکال لینے کے بعد ان کو واپس لوٹا دینے پر، مرنے کے بعد اٹھانے اور زندہ کرنے پر بھی قادر ہے،

اور کیا یہ شمس و قمر اور ستاروں سے مزین بے ستون آسمان اس وحدہٗ لاشریک لہ کی وحدانیت اور قدرت کو ظاہر نہیں کرتا جسے ہر کس و ناکس، عالم، جاہل، بڑا چھوٹا، مرد، عورت دیکھتا ہے جس میں آج تک اتنا زمانہ گذرنے کے باوجود کوئی پھٹن اور کوئی شگاف تک نہیں آیا، جس میں کوئی لچک اور جھول پیدا نہیں ہوا۔ جس کے رنگ تک میں آج تک تبدیلی نہیں ہوئی جس میں بار بار نظر اٹھا کر دیکھنے کا ہر کسی کو حکم کیا گیا ہے۔

فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ	سو تو پھر نگاہ ڈال کر دیکھ لے کہیں تجھ
تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ثُمَّ	کو کوئی خلل نظر آتا ہے، پھر بار بار نگاہ
ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ	ڈال کر دیکھ نگاہ ذلیل اور درماندہ ہو کر
يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ	تیری طرف لوٹ آوے گی،۔
خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ	(بیان القرآن)

کیا یہ اسکی وحدانیت، بے انتہا قدرت و حکمت کیطرف اپنی طرف دیکھنے والوں کو رہنمائی نہیں کرتا۔ ضرور کرتا ہے، مگر ؎

چشم بینا ہر کہ دارد در جہاں ﷺ از پس ہر ذرہ حق بیند عیاں

جو شخص اس دنیا میں دیکھنے اور غور کرنیوالی آنکھ رکھتا ہے وہ ہر ہر ذرہ سے حق تعالیٰ شانہ کا جلوہ، اسکی قدرت۔ اس کے جلال وجمال کو مشاہدہ کرتا ہے اور یہ وسیع اور پراسرار زمین جس کو پانی کی پشت پر رکھا گیا جس میں پہاڑوں کی میخیں ٹھونک دی گئی ہیں جس میں دریا و سمندر اور سیال و جامد بے انتہا خزانے، سونے، چاندی، تیل، پٹرول، گیس، ہیرے جواہرات، نباتات، اور بے شمار اشیا مخلوق کے منافع کیلئے بطور ذخائر محفوظ کر دیا۔ آخر اس کا بنانیوالا کون ہے یہ کس کی کاریگری ہے؟ یہ خزانے کس نے رکھدیئے ہیں زمین میں یہ رخوۃ وصلابت کس نے رکھدی ہے طرح طرح کے عجیب وغریب پودے کون نکالتا ہے؟ خشک دانہ کو پھاڑ کر کون ہرے پتے نکالتا ہے، کون اسے بڑھا کر درخت بناتا ہے کون پھل لاتا ہے کون پھلوں میں شیرینی وحلاوت بھرتا ہے کون ہے جو اس میں خوش ذائقہ رکھتا ہے، کونسے راستہ سے اسمیں رس بھر دیا گیا ہے، اور کس نے صورت والوان میں ذائقوں اور خواص میں امتیاز قائم کیا ہے؟ اور کون زبردست قدرت وحکمت والا ہے جس نے ذرا سے بیج سے سینکڑوں من وزن کا درخت جس میں کتنے شہتیر کتنی کڑیاں کتنا سوختہ اور کتنے پھل ہیں یہ سب کچھ ایک ذرا سے دانہ میں کس نے بھر دیا اور وہ کتنی زبردست قدرت وحکمت والا ہے جسکی قدرت وحکمت کی کوئی انتہا نہیں۔ انسانی عقلیں اس کے سمجھنے سے حیران و درماندہ ہیں۔

خود انسان اپنے نفس میں غور کرے جیسا کہ قرآن کریم میں اس کا حکم بھی فرمایا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا گیا۔

وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ — اور خود تمہاری ذات میں بھی اور کیا تمکو دکھائی نہیں دیتا (بیان القرآن)

کسی عارف کا مقولہ ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ عَرَفَ رَبَّہٗ (جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا) یعنی جو اپنے نفس اور اس کے عجائبات ہیں اور اسکی حکمتوں میں غور کریگا وہ اپنے خالق و مالک تعالیٰ شانہٗ کی قدرت و حکمت کو پہچان لے گا۔

اس قادر مطلق تعالیٰ شانہٗ جلّ جلالہ عم نوالہٗ نے کس طرح انسان کو نسل در نسل بعض کو بعض سے پیدا کیا، مرد عورت کو بنایا آپس میں کس طرح ایکدوسرے کی محبت اور آپس میں ملاقات کرنے کے جذبات و دَوَاعی پیدا کئے تاکہ باہم ملاقات کریں جس سے مادہ منویہ اصلاب[۱] آبا و اتراب امہات سے نکال کر قرار مکین (رحم مادر) میں پہنچائے جس میں بچہ بنایا جاوے اور وہاں مرد عورت دونوں کے نطفے باہم ملیں اور پھر نطفہ سے علقہ کیطرف علقہ سے مضغہ کیطرف منتقل کر دیا جاتا ہے پھر اس میں ہڈیاں بنا دی جاتی ہیں گوشت پہنا دیا

---

[۱] اصلاب آبا۔ باپوں کی پشتوں (کہ مرد میں محل منی پشت ہی ہے) اتراب امہات ماؤںکی سینہ کی ہڈیاں کہ عورت کے اندر محل منی سینہ کی ہڈیاں ہی ہیں ۱۲

جاتا ہے اعصاب ہ اوتار اور عروق کے ذریعہ اس کو مضبوط بنا دیا جاتا ہے اعضاء بنا دیئے جاتے ہیں حواس ظاہرہ و باطنہ رکھ دیئے جاتے ہیں، دل و دماغ معدہ جگر وغیرہ جیسی عجیب در عجیب قوتیں اور مشینیں رکھ دی جاتی ہیں۔

سر کو مدوّر (گول) بنایا اس میں آنکھ، ناک، کان، منہ کس حسن ترتیب سے بنائے، آنکھ میں چیزوں کو دیکھنے کی قوت پیدا فرمائی۔ کوئی دنیا کا عقلمند بتائے کہ وہ کیا چیز ہے جس سے انسان دیکھتا ہے۔ اور آنکھ میں سات طبقے قائم کئے ہر طبقہ کی صفت و ہیئت جداگانہ۔ اگر کوئی ایک طبقہ ختم یا زائل ہو جائے تو نظر آنا ہی بند ہو جائے اور آنکھیں بیکار ہو جائیں اور پھر آنکھوں کے اوپر پلکوں کو بنایا جس سے مقصود آنکھ کی حفاظت بھی ہے کہ کوئی چیز اس میں نہ گر جائے اس لئے پلکوں میں سریع حرکت رکھی، نہ بالکل بند کہ نظر ہی نہ آئے نہ بالکل کھلی ہوئی کہ کوئی چیز اس میں گر جائے اور آنکھ کو نقصان پہنچائے بلکہ ضرورت کے مطابق، بقدر ضرورت، وقت ضرورت ان کا کھلنا اور بند ہونا رکھا۔ گویا ایک دروازہ ہے جو ضرورت کے وقت خود بخود کھلجاتا اور بند ہو جاتا ہے، اور پھر چونکہ پلکوں سے منہ اور آنکھ کا جمال بھی مقصود ہے اس لئے ان کو ایک خاص اندازہ پر رکھا کہ ان میں کسی قسم کی بھی کمی بیشی مضر اور نقصان کا باعث ہے اور پھر آنکھ کے

لہ نیز ۱۲

پانی میں ایک خاص قسم کی ملوحت (کھاری پن) رکھا کہ اگر اس میں کوئی چیز گر جائے تو اس کو تحلیل اور ختم کر دے اور پھر آنکھ کے دونوں کناروں کو وسط کے مقابلہ میں (قدرے) پست رکھا تاکہ اگر کوئی چیز گر جائے تو کسی ایک جانب میں پہونچ جائے اور اس کو آسانی سے نکالا جا سکے

اسی طرح (بھویں) جہاں وہ جمال اور خوبصورتی کا ذریعہ ہیں وہیں وہ آنکھوں کی حفاظت کا ذریعہ بھی ہیں، اسی لئے ان پلکوں کو ایک خاص انداز سے بنایا گیا۔ نہ اتنے بڑے کہ بدنما معلوم ہوں ان کو نقص و زیادت قبول کرنے والا بنایا تاکہ بقصد جمال ان کو گھٹایا یا بڑھایا جا سکے۔

پھر ہونٹوں کو منہ کے لئے پردہ بنایا جو اس دروازہ کے مثل ہے جو خود بخود بوقت حاجت کھلتا بند ہوتا ہے اور وہ مسوڑوں کے لئے بھی پردہ ہے دانتوں کو بھی چھپائے ہوئے ہے اگر ہونٹ نہ ہوتے تو انسان کیسا وحشت ناک ہوتا پھر یہ ہونٹ معاونت علی الکلام[1] کا کام بھی دیتے ہیں زبان گویائی اور مافی الضمیر کو تعبیر کرنے کے لئے ہے اور اس کے ذمہ کھانے کے وقت غذا کا ادلنا بدلنا اور اس کا دانتوں کے نیچے ڈالنا بھی ہے تاکہ اس کو اچھی طرح چبایا اور نگلا جائے اور پھر کس طرح دانتوں کے درمیان اس کو محفوظ کر دیا۔ قوت ذائقہ بھی اس میں رکھدی تاکہ

---

[1] کلام کرنے پر مدد

صالح غیر صالح غذا کی جانچ کر سکے اگر غذا غیر صالح ہو تو اس کو جلدی سے باہر پھینک دے اور صالح ہو تو اندر جانے کی اجازت دے پھر دانتوں کو ہر دو جانب اوپر نیچے سفید چمکدار موتیوں کی طرح سرخ مسوڑھوں میں کس طرح جڑ دیا۔ جس سے انسان کی خوبی و جمال میں چار چاند لگ گئے اور کس طرح ان سب کو برابر اور ہموار مرتب بنایا نیچے والوں کو سیدھا اوپر والوں کو الٹا بنایا ثنایا و انیاب کو دھاردار بنایا تاکہ غذا کو ان سے کاٹا جا سکے اور اضراس (داڑھوں) کو چوڑا بنایا تاکہ غذا کو پیسا جا سکے اور نہ ہڈی کیطرح اس طرح کہ زبان وغیرہ کٹ جائے۔ نہ گوشت کیطرح بالکل نرم بنایا کہ غذا کو بھی نہ چبایا جا سکے، اور پھر کوئی چیز کھاتے ہوئے ایک خاص قسم کی رطوبت (تری) پیدا ہوتی ہے جو غذا کو تحلیل و ہضم کرنے میں مفید و معین ہوتی ہے جس کی وجہ سے غذا کو بسہولت بغیر کسی دشواری کے نگلا جا سکے اور جب کھانے سے فراغت ہو جائے تو وہ ضرورت سے زائد رطوبت خود بخود بند ہو جاتی ہے اور زبان و مسوڑوں کو نرم رکھنے کے لئے جتنی رطوبت کی ضرورت ہے وہ باقی رہتی ہے اس لئے کہ بالکل رطوبت کا ختم ہو جانا بھی انسان کے لئے مہلک ہے اور پھر حلق میں دو راستے بنائے ایک غذا کا ایک ہوا کا، آخر وہ کون ذات ہے جو غذا کو ہوا کی نالی میں جانے سے روکتی ہے اور کبھی انسان کو متنبہ کرنے کے لئے

ذراسی اس نالی میں پہنچا دی جاتی ہے تو کس طرح جان پہ بنجاتی ہے۔

اور اس قادر مطلق وحدہٗ لاشریک لہٗ نے چہرے کے ہر دو جانب کان بنائے اور کان کے سوراخوں میں کان کی حفاظت کے لئے ایک کڑوی زہریلی رطوبت رکھی جس سے اکثر کیڑے وغیرہ جو کان میں گھستے ہیں ختم کر دیا جاتا ہے اور پھر کان کو صدفی (سیپی شکل کا بنایا تا کہ آواز کو جمع کر کے سوراخ میں پہنچا دیا جائے اور اس میں حس بھی زیادہ رکھی ادھر اس میں ایک خاص قسم کا اعوجاج (ٹیڑھ) رکھا کہ اگر کوئی چیز گھسنا چاہے تو دیر میں اور مشکل سے گھسا جائے اور حرکت زیادہ ہو اور حس چونکہ زیادہ ہے تاکہ انسان جلد اس کو محسوس کرلے اور بیدار ہو جائے۔

ناک کو دیکھو اس قادر مطلق تعالیٰ شانہٗ نے اس کو کس طرح چہرہ کے درمیان میں بلند فرمایا۔ کس طرح اس میں دو سوراخ بنائے اور قوت شامہ (سونگھنے کی قوت) ان میں پیدا کر دی تا کہ ماکولات[1] ومشروبات کو بو کے ذریعہ عمدہ غیر عمدہ ہونے کو پہچانا جا سکے۔ تاکہ عمدہ غذا استعمال کیجائے اور ردی اور مضر بدبودار سے حفاظت ہو سکے اور تاکہ عطریات کے ذریعہ قلب کو فرحت پہنچائی جا سکے۔

اور قادر مطلق تعالیٰ شانہ نے حنجرہ (نرخرہ) بنایا خروج اصوات

---

[1] ماکولات کھانیکی چیزیں۔ مشروبات پینے کی چیزیں۔

کے لئے اور تاکہ زبان آسانی سے گھوم سکے، حرکت کر سکے اور مجاری مختلفہ میں آواز ختم ہو جس سے حروف مختلف ہو جائیں، اور دائرہ نطق وسیع ہو جائے اور اس (نرخرہ) کو وسعت، خشونت وملاسنہ، صلابت ورخاوۃ، طول وقصر میں مختلف بنایا کہ اسی اختلاف کیوجہ سے آوازیں مختلف ہوگئیں یہانتک کہ اکثر دو آوازیں مشابہ نہیں ہوتیں بلکہ بڑا فرق ہوتا ہے کہ انسان آواز سننے کے ساتھ ہی پہچان لیتا ہے کہ کس کی آواز ہے جس طرح انسانوں کی صورتیں جدا جدا بنائی ہیں۔

اور اس قادر مطلق نے کس طرح دو ہاتھ بنائے اور کس طرح ان دونوں کو جلب منافع اور دفع مضار کی طرف رہنمائی کی ہتھیلی کو چوڑا بنایا انگلیاں بنائی ہر انگلی میں تین تین جوڑ (پوروے) بنائے چار انگلیاں ایکطرف اور ابہام (انگوٹھا) دوسری جانب رکھّا تاکہ کسی چیز کو آسانی کے ساتھ پکڑا جا سکے، لیا دیا جا سکے، اور پانچوں انگلیاں ایک ہی جانب ہوتیں تو ہرگز یہ مقصد حاصل نہوتا، اور ہر انگلی کو بڑا چھوٹا موٹا پتلا ہونے میں مختلف رکھا اگر سب یکساں برابر ہوتیں تو بھی یہ مقصد فوت ہو جاتا، نہ اس کو بوقت ضرورت بند کیا جا سکتا نہ کھولا جا سکتا نہ کوئی چیز پکڑی جا سکتی، اب کبھی یہ ہاتھ آلہ ضرب بنتا ہے کبھی چمچہ اور برتن کا کام دیتا ہے کبھی تکیہ بنتا ہے اور دوسرے کتنے کام انجام دیتا ہے اگر موجودہ صورت سے سرمو فرق ہوتا تو ہرگز یہ منافع حاصل نہ ہو سکتے، دنیا بھر کے عقلاء جمع

ہو کر ذرا موجودہ صورت کے خلاف کوئی بہتر صورت ثابت کر کے دکھائیں تو جانیں۔ اور پھر انگلیوں میں ناخن بنائے جہاں وہ خوبصورتی کا ذریعہ ہیں ساتھ ساتھ باریک سے باریک چیز کو ان کے ذریعہ اٹھایا جاسکتا ہے اور بدن کے کسی حصہ میں کھاج لگے تو ان کے ذریعہ کھجایا جاتا ہے اور سونے کی حالت میں بھی کھاج لگے تو فوراً کھجانے کیلئے دوڑتے ہیں اور پھر ناخنوں کو نہ زیادہ ہڈی کی طرح سخت بنایا نہ زیادہ نرم اگر زیادہ سخت ہوتے تو بدن کو مضر ہوتا بدن کو زخمی کر دیتے، زیادہ نرم ہوتے تو موجودہ فوائد حاصل نہ ہوتے۔ آخر یہ کس کی کاریگری ہے دنیا بھر کے حکما، وعقلا جمع ہو کر ناخن کی موجودہ صورت سے سرمو فرق کر کے موجودہ صورت سے زیادہ نافع ہونا ذرا ثابت کر کے دکھائیں عقلیں اس قادر مطلق کی کاریگری میں حیران ہیں اگر ناخن نہ ہوتے اور انسان کو کھاج لگتی تو کس طرح کھاج کو دفع کرتا۔ اور کونسی چیز ناخن کے قائم مقام بنتی۔

پھر اس قادر مطلق تعالیٰ شانہ نے انسان کی رانوں اور پنڈلیوں کو دراز کیا قدموں کو بچھایا ان میں انگلیاں بنائیں تاکہ پیروں کے ذریعہ چلا اور دوڑا جاسکے اور اس طرح جوڑ بنائے جس طرح چاہے تیز، آہستہ چلے جس طرح چاہے بیٹھ جائے۔ اگر جوڑ نہ ہوتے تو بیٹھنا ممکن نہ ہوتا۔ چلنا دوڑنا سہل نہ ہوتا۔ اور سرین اور رانوں پر گوشت زیادہ پیدا کیا تاکہ بیٹھنے میں زمین کی سختی سے

اذیت نہو، شرمگاہوں کو پوشیدہ مقامات میں رکھا اور کیسی ان میں قوت وصلاحیت پیدا کی کہ پائخانہ وپیشاب ان کے ذریعہ نکالا جاسکے اور ضرورت کیوقت راستہ کشادہ کردیا جاتا ہی کہ پاتخانہ وپیشاب کرنے میں ذرا دشواری نہوا ور فراغت کے بعد پھر ان پر بند لگا دیتا ہے کہ ہر وقت پائخانہ وپیشاب بہتا نہ رہے ایسی جگہ میں انکو پیدا کیا کہ باآسانی بیٹھ کر فراغت کیجا سکے اور بدن کا کوئی حصہ نجس نہو۔ دوسرے کسی حصہ میں ان مقامات کا تصور کرو انسان کا کیا نقشہ ہوتا۔ انسان کے عضو مخصوص کو نہ بالکل سخت لکڑی اور ہڈی کے مثل بنایا ورنہ عورت کا مقام نازک زخمی ہوجاتا۔ نہ بالکل نرم بنایا کہ دخول ہی نہ ہوسکے نہ ہمہ وقت مستقیم واستوار بنایا کہ بدنما معلوم ہو، نہ ہمہ وقت منخفض کہ مقصد بھی پورا نہو بلکہ ایک وقت اسمیں سختی ہے اور استقامت واستواری اور دوسرے وقت انخفاض اور کسطرح اس میں مادۂ التذاذ بھر دیا کہ اگر یہ نہوتا تو انسان اس فعل خاص کیلئے ہرگز تیار نہوتا اور نہ توالد وتناسل کا یہ سلسلہ ہوتا، غرض کہ انسان اپنے جس حصہ جس جوڑ جس عضو پر غور کرے اس قادر مطلق تعالیٰ شانہ کی وحدانیت اس کی بے انتہا قدرت وحکمت کا مشاہدہ کریگا اور یقین کریگا کہ یہ سب اسی قادر مطلق تعالیٰ شانہ کی کاریگری ہے اسی کی قدرت وکمال کا ظہور ہے ورنہ تو اسکی اصل سب جانتے ہیں کہ منی کا ناپاک قطرہ اب اس ناپاک قطرہ کے ذریعہ یہ حساس وناطق سننے دیکھنے سونگھنے والا انسان، چیزوں کا خیال وتصور کرنیوالا انسان یہ طاقت

و قوت کہ دنیا کی بڑی بڑی قوتوں کو اپنے زیر اثر کر لیتا اور انپر اپنا قبضہ و تسلط جما لیتا ہے اگر یہ سب کچھ اس قادر مطلق کی قدرت کا ظہور نہیں تو اور کیا ہے اسی طرح پورے عالم میں اس وحدہٗ لاشریک لہٗ کی قدرت اسکی وحدانیت اس کے جلال و جمال کے ظہور کے سوا آخر کیا ہے،

مندرجہ بالا سطور میں چند مثالیں بطور نمونہ پیش کی ہیں، ورنہ تو کسی ایک ذرہ کی مصالح و عجائبات انسان کے احاطہ ادراک میں نہیں آسکتیں ایک ذرہ پر دفتر تمام ہوسکتے ہیں مگر اسکی مصلحتوں کا بیان ختم نہیں ہوسکتا۔ ہاں انسان جتنا غور کرے گا تو اسکی حکمتیں اور عجائبات سامنے آتے جائیں گے اور اس سے اس کے بنانے والے کی وحدانیت اور قدرت و حکمت کے لا متناہی ہونیکا اندازہ ہوگا اسی لئے قرآن پاک میں جگہ جگہ مخلوقات و مصنوعات میں غور کرنیکا حکم فرمایا گیا۔ اور غور کرنے والوں کی تعریف کی گئی، غور نہ کرنیوالوں کی مذمت کی گئی ہے، فرمایا گیا ہے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي	اور بہت سی نشانیاں آسمانوں میں
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ	اور زمین میں جن پران کا گذر ہوتا
عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا	رہتا ہے اور وہ انکی طرف توجہ نہیں
مُعْرِضُوْنَ ۝	کرتے (بیان القرآن)

اس لئے کہ عالم اور عالم کی مصنوعات اور اسکے ذرات میں غور کرنا معرفت توحید

کی کنجی ہے جو اصل ایمان اور دین و مذہب کی بنیاد بلکہ بنیاد کی بھی خشت اول ہے اگر اسے صحیح کر لیا گیا تو دین و ایمان صحیح ہو گیا اور جتنا توحید میں نقص ہو گا اس کے ایمان میں اتنا ہی نقص ہو گا بلکہ نقص توحید کے ساتھ دعویٰ ایمان ہی درست نہ ہو گا

؎ خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریّا میرود دیوار[1] کج

زبدۃ العارفین، عمدۃ الکاملین والواصلین، غواص بحر المعرفت و التوحید، سیدی، مرشدی حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی اطال اللہ ظلال برکاتہم علینا وعلیٰ سائر الناس، صدر مفتی دار العلوم دیوبند و مفتی اعظم ہند نے توحید و معرفت کے مضمون کو نظم میں بیان فرمایا ہے، اور ایک ایک شعر میں دریا کا دریا سمو دیا اور بھر دیا ہے اگر اس کو سالکین معمول بنا کر ہر روز ذوق و شوق سے پڑھیں تو ان شاء اللہ بڑا نفع ہو گا اور مطلوب تک رسائی میں بڑی مدد ملے گی اور ہر شئے سے اسی محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ کا جلوہ دیکھیگا۔

بقول شیخ فرید الدین عطّار نور اللہ مرقدہ و برّد اللہ مضجعہ ؎

شد جہان آئینہ رخسار دوست
ہر دو عالم در حقیقت عکس اوست

دنیا محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ کے جلال و جمال، قدرت و کمال دیکھنے کا آئینہ ہے دونوں جہاں حقیقت میں اسی محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ کا عکس ہے۔

[1] معمار جب پہلی اینٹ ٹیڑھی رکھ دیتا ہے تو ثریا تک دیوار ٹیڑھی ہی جاتی ہے ۱۲-

اور سالک صادق جب اس نظم میں غور کریگا تو گویا مشاہدہ کریگا کہ عالم کا ہر ذرّہ اس قادر مطلق تعالیٰ شانہ کا ہی ثناخوان اور تسبیح گو ہے جس کو قرآن پاک نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

وَ اِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا۔ غَفُوْرًا ۞	اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اسکی پاکی بیان نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ انکی پاکی بیان کرنیکو سمجھتے نہیں ہو وہ بڑا حلیم ہے بڑا غفور ہے (بیان القرآن)
وَ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ الآیۃ	اور رعد اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتا ہے اور فرشتے بھی اسکے خوف سے۔ (بیان القرآن)

اس لئے یہ نظم حرزِ جاں بنانیکے قابل ہے مگر اصل نظم چونکہ فارسی میں ہے جس سے فارسی داں حضرات ہی فائدہ اٹھاسکتے تھے۔ اس لئے اس کا اردو میں ترجمہ کر دیا گیا۔ تاکہ اردو داں حضرات بھی اس سے نفع اٹھاسکیں اور ایک ظلوم وجھول، غریق عصیاں، اسیر حرص و ہوا، مہجور و محروم نے ترجمہ کی جرأت وجسارت اس لئے کی کہ کیا بعید ہے کہ وہ محبوب حقیقی تعالیٰ شانہٗ اسکی برکت سے اس مہجور کو بھی اس دولتِ عظمیٰ کا کچھ حصہ نصیب فرمادیں، ع

برکریمان کارہا دشوار نیست

داد اورا قابلیت شرط نیست ؎ بلکہ قابلیت شرط داد ولیست[1]

درحقیقت یہ حضرت والا دامت برکاتہم کا ہی فیض ہے اوراس میں جو غلطی اور کوتاہی رہی وہ اس ناکارہ کی طرف سے ہے، خدائے پاک اس کو قبول فرمائیں اور عوام وخواص کو پورا پورا نفع اٹھانیکی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ربنا تقبل منّا انک انت السمیع العلیم
وتب علینا انک انت التوّاب الرّحیم
اللّٰھم صلّ وسلّم علیٰ سیدنا ومولانا
وحبیبنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ و
اتباعہ اجمعین الیٰ یوم الدین ط

فقط

العبد محمد فاروق عفا اللہ عنہ۔
مدرسہ دارالعلوم جامع مسجد شہر میرٹھ

---

[1] اسکی عطا وبخشش کے لئے قابلیت شرط نہیں بلکہ قابلیت کے لئے اسکی عطا وبخشش شرط ہے ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم



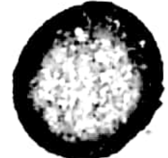
حمداً علیٰ بہر ربّ العالمین نعت اولیٰ بہر ختم المرسلین
ساقیِ کوثر شفیع المذنبین کرد باطل کفر و شرک مبطلین
داد توحید خدائے وحدہٗ
اللہ اللہ ہو اللہ ہو

اعلیٰ درجہ کی تعریف ربّ العالمین کے لئے ہے بہترین نعت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ اور اولیٰ اگر بمعنی افضل لیں تو ترجمہ یہ ہوگا کہ بہترین نعت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے، اور اولیٰ لائق و سزاوار کے معنی میں لیں تو ترجمہ ہوگا کہ نعت ختم المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہی لائق و سزاوار ہے۔ اس صورت میں نعت بغیر اضافت کے پڑھا جائیگا۔

وہ خدا وحدہٗ لاشریک لہ جس نے شفیع المذنبین (گنہگاروں کی شفارش کرنیوالا) صلی اللہ علیہ وسلم کو حوض کوثر کا ساقی بنایا، جنہوں نے باطل پرستوں کے کفر و شرک کو ملیامیٹ کر دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے وحدہٗ لاشریک لہ کی توحید کا سبق دیا

کہ وہ اللہ تنہا ہے اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔



بود تنہا کنز مخفی بے نشاں! نے قمر نے شمس و اختر نے زماں
نے ملائک نے زمیں نے آسماں لوح، کرسی، عرش اعلیٰ بد نہاں
بحر وحدت کرد جاری آبجو
اللہ، اللہ وہو اللہ وہو

وہ خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ تنہا بے نشان مخفی خزانہ تھا، نہ چاند تھا نہ سورج نہ ستارہ نہ زمانہ،
نہ فرشتے نہ زمین نہ آسماں، لوح، کرسی، عرش اعلیٰ سب پوشیدہ تھے
بحر وحدت نے نہر کو جاری کیا جسکی روانی یہ صدا دیتی ہے کہ وہ اللہ اکیلا ہے تنہا ہے۔ کوئی اس کا شریک کار نہیں "

(ف) اشارہ ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ کی طرف۔

(ف)، بود تنہا کنز مخفی بے نشاں " حدیث پاک کیطرف اشارہ ہے۔
کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَرَدْتُّ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ الحدیث
میں مخفی خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں اس لئے میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔



آبجو از بحرِ وحدت شد رواں ابر رحمت از کرم شد درفشاں
یافت ہستی از عطایش کل جہاں جذب عشق از فطرت ہر شی عیاں
غلغلہ افتاد ازاں دم چارسو
اللہ اللہ ہو اللہ ہو

دریائے وحدت سے نہر جاری ہوئی اسکے کرم سے ابر رحمت نے درفشانی کی، اس خدائے وحدہ لاشریک لہ کی عطاو بخشش سے تمام دنیا نے وجود پایا، ہر شے کی فطرت سے. جذب عشق ظاہر ہے چونکہ ہر شے کو اپنے محسن سے عشق ہوتا ہے، خدائے پاک جو اتنا بڑا محسن ہے کہ ہر شے کو بلا استحقاق وجود بخشتا ہے اور بیشمار و لاتعداد نعمتیں عطا فرماتا ہے اس لئے ہر شے ہر ذرہ فطری طور پر اس سے عشق رکھتا ہے بجز اس کے کہ کسی کی فطرت ہی مسخ ہو جائے۔ اسی لئے ہر چہار جانب اللہ، اللہ ہو اللہ ہو کا غلغلہ پڑا ہوا ہے یعنی ہر شے ہر ذرہ اپنے محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ کے عشق میں مست و دیوانہ ہے اور زبان حال سے اللہ اللہ ہو اللہ ہو کی رٹ لگائے ہوئے ہے جسکی وجہ سے چاروں طرف اس کا شور ہے اللہ اللہ ہو اللہ ہو حضرت شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے۔

بذکرش ہر چہ بینی در خروش است ولے داند دریں معنیٰ کہ گوش است[1]

---

[1] جو کچھ بھی تو دیکھے اس (اللہ تعالیٰ) کے ذکر کی وجہ سے چیخ و پکار میں ہے لیکن اس حقیقت کو وہ شخص جانتا ہے جو کان والا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اسکو حقیقت کا ادراک کرنے والا کان عطا کئے ہیں۔ ۱۲

نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانیست — کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانیست[1]

ہر چہ بینی از زمین و آسمان — ہر چہ دانی از نہان و از عیان

ہر چہ باشد از ہمہ کون و مکان — ہر چہ ہست از عرض و جوہر جسم و جاں

ہست قائم در وجود از عشق او

اللہ اللہ ہو اللہ ہو

زمین و آسمان میں سے تو جو کچھ بھی دیکھتا ہے ظاہر و پوشیدہ جو کچھ بھی جانتا ہے۔ تمام کون و مکان میں جو کچھ بھی ہو سکتا ہے عرض و جوہر جسم و جان جو کچھ بھی موجود ہے۔ اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہ کے عشق سے ہی وجود میں قائم ہے، گویا عشق خداوندی ہر شے کے لئے روح[2] کا درجہ رکھتا ہے۔ کہ اگر وہ نہ ہو تو وجود ہی ختم اور جب ہر شے کا یہ حال ہے تو بے اختیار زبان سے اللہ اللہ ہو اللہ ہو نکلنا چاہیئے۔

در ثنائش محفل کرّو بیاں — در ثنائش محمل قدوسیاں

[1] صرف بلبل ہی گل پر تسبیح خواں نہیں بلکہ ہر خار اس کی تسبیح میں سراپا زبان ہے۔ ۱۲

[2] شیخ فریدالدین عطارؒ نے اسی کو اس طرح بیان فرمایا ہے ؎

شد محبت روح و عالم جملہ تن — گر نباشد جاں چہ کار آید بدن۔

کہ محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ کی محبت روح ہے اور جملہ عالم بدن ہے اگر جان نہ ہو تو بدن کس کام آئے گا اور کس طرح بقا پائے ۱۲

در پس جبریل ہاتف خوش بیان　　حاملان عرش اعظم یک زبان

ہست تسبیح ملائک ذکر او

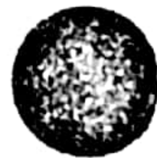
اللہ اللہ ہو اللہ ہو

اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہ کی ثنا میں مقرب فرشتوں کی جماعتیں مشغول ہیں، مقدس فرشتوں کی جماعتیں اسکی تعریف میں لگی ہوئی ہیں۔ اور ہاتف خوش بیاں جبرئیل علیہ السلام اور عرش اعظم کو اٹھانیوالے فرشتے سب کے سب اسکے ذکر میں رطب اللسان ہیں قرآن کریم میں ہے۔

وَ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ　　اور رعد اس کی تعریف کے ساتھ اسکی

وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ　　پاکی بیان کرتا ہے اور فرشتے بھی اسکے خوف سے (بیان)

اس محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ کا ذکر اللہ اللہ ہو اللہ ہو ہی سب فرشتوں کی تسبیح ہے۔



نخل طوبیٰ برگ و بارش بے مثیل　　آب می نوشد ز نہر سلسبیل

راحت جسم است آن ظل ظلیل　　فرحت روح است آن فیض جمیل

طائر لاہوت بروے نغمہ گو

اللہ اللہ ہو اللہ ہو

طوبیٰ کا درخت جس کے پتے اور پھل بے مثال ہیں، جو نہر سلسبیل سے

سیرابی حاصل کرتا ہے

اس کا لمبا اور گہرا سایہ جسم کے لئے راحت ہے، اس کا بہترین فیض روح کی فرحت کا ذریعہ ہے۔

لاہوتی پرندہ اس پر یوں نغمہ سنجی کر رہا ہے کہ اللہ اللہ ھو اللہ ھو۔

آسماں دارد نجوم بے شمار ہر یکے روشن ز نور کردگار
آفتابش از جلالش شعلہ بار ماہتابش از جمالش گلعذار
ہر یکے در محورش در گفتگو
اللہ اللہ ھو اللہ ھو

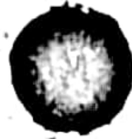
آسمان میں بے شمار ستارے ہیں، ہر ایک پروردگار کے نور سے روشن ہے اس کا آفتاب اس خدائے وحدہ ذوالجلال کے جلال ہی کیوجہ سے شعلہ بار (آگ برسانیوالا) ہے اور اس کا ماہتاب اس محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ، کے جمال ہی کیوجہ سے گلعذار (گلاب جیسے رخسار والا) ہے۔

ہر ایک اپنے اپنے محور (گھومنے کی جگہ) میں اللہ اللہ ھو اللہ ھو کہنے میں مشغول ہے۔

موج خوش در بحر ناپیدا کنار سر فراز د جانب مہ بار بار

ہم نظر دارد قمر بر آبشار   ربط مخفی درمیاں شد آشکار
قطرہ قطرہ می سراید سو بسو
اللہ، اللہ ہو اللہ ہو

مگن موج ناپیدا کنار دریا ہیں، چاند کی جانب بار بار سر اٹھاتی ہے، چاند بھی آبشار پر نظر رکھتا ہے۔ ان کا باہمی مخفی تعلق ظاہر ہو گیا۔
مطلب یہ ہیکہ موج دریا چاند پر عاشق ہے اسوجہ سے موجیں چاند کیطرف اٹھتی ہیں۔ سائنس کا نظریہ یہ ہے کہ چاند کی کشش سے سمندر میں جوار بھاٹا ہوتا ہے۔
قطرہ قطرہ ہر سمت نغمہ سرا ہے اللہ، اللہ ہو اللہ ہو



سرو در گلشن نمایاں در علو   در درختاں بیش دارد آبرو
آب رحمت آسماں ریزد برو   شاخ شاخش برگ برگش شستہ رو
نغمہ قمری براں حق سرہٗ
اللہ، اللہ ہو اللہ ہو

سرو تمام گلشن میں بلندی میں ممتاز ہے سب درختوں میں زیادہ با آبرو ہے آسمان اسپر آب رحمت برساتا ہے اسکی شاخ شاخ پتہ پتہ کا چہرہ دھلا ہوا ہے اسکی بلندی کیوجہ سے زمین کا گرد و غبار وہاں تک نہیں پہنچ پاتا۔

نہ عام جانور اس پر بیٹھتے اور گھونسلہ بناتے ہیں۔

اس پر قمری کا نغمہ حق سرّہ ہے۔ اللہ، اللہ ھو اللہ ھو

در گلستاں عندلیب خوش گلو
نالہ کردے بر گلاب شعلہ رو
برگکے در منقار حسب آرزو
باز ہم شام و سحر در جستجو
گوش کردم نعرہا از صوت او
اللہ، اللہ ھو اللہ ھو

باغ میں خوش آواز بلبل، خوب صورت گلاب پر نالہ و فریاد کرتی ہے چونچ میں حسب خواہش پتہ لئے ہوئے، پھر بھی شام و سحر (ہر وقت) جستجو میں لگی ہوئی ہے۔

میں نے اسکی آواز سے اس کے نعروں کو سنا کہ وہ اللہ، اللہ ھو اللہ ھو کا نعرہ لگا رہی ہے۔

شمع در محفل ہمہ شب اشکبار
میکند پروانہ بروے جاں نثار
رونماید چوں سحر در انتظار
شمع ہم یکبار گردد جاں سپار
رمز عشق از شمع و پروانہ بجو
اللہ، اللہ ھو اللہ ھو!

شمع محفل میں تمام رات اشکبار رہتی ہے پروانہ اسپر جاں نثار کرتا ہے۔
جب صبح انتظار کے بعد ظاہر ہوتی ہے، شمع بھی یکبارگی جان قربان کر دیتی ہے
عشق کا راز شمع و پروانہ سے سیکھ[له] اللہ، اللہ ھو اللہ ہو۔

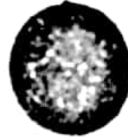


دوش گفتم با گلے اے خوب رو — از کجا آوردۂ ایں رنگ و بو
این لطافت این نظافت نرم خو — این قبائے چاک ہم از چار سو

خندہ کرد و گشت محو ھائے ہو

اللہ، اللہ ھو اللہ ھو

میں نے پھول سے کل شب کہا کہ اے خوبرو یہ رنگ و بو تو کہاں سے لایا ہے۔
یہ نزاکت یہ پاکیزگی یہ خوش مزاجی، یہ قبا جو چاروں طرف سے چاک ہے کہاں سے لایا
ہنسا (کھل گیا) اور ہائے ہو میں محو ہو گیا اور کہنے لگا اللہ، اللہ ہو اللہ ہو۔
اللہ نے اللہ نے اللہ نے، یعنی یہ خوبی اور پاکیزگی اللہ نے بخشی ہے یہ سب
اسی کی قدرت کا ظہور ہے۔



زرع رو بد از عطاہائے سحاب — دانہ پوزد از شعاع آفتاب

[له] پروانہ اپنے محبوب (شمع) پر اپنے بال و پر کو قربان کر دیتا ہے تو شمع کو دیکھو کہ اپنے محبوب (صبح) کے اوپر اپنے وجود کو ہی ختم کر دیتی ہے یہ ہے حقیقت میں عشق کہ اپنے محبوب کے سامنے اپنے وجود کو ہی فنا کر دے ۱۲

ورد شگفد از سخائے ماہتاب　　می برد باد صبا فیض گلاب

کار فرما در ہمہ شئے امراو

اللہ اللہ ہو اللہ ہو

(بظاہر) بادل کی عطاو بخشش سے کھیتی اگتی ہے آفتاب کی شعاعوں سے دانہ پکتا ہے بڑھتا ہے؛

ماہتاب کی سخاوت سے گلاب کھلتا ہے۔ صبح کی ٹھنڈی ہوا گلاب کا فیض (خوشبو) اڑالیجاتی ہے؛

(حقیقتاً) ہر شئی میں اس وحدہ لاشریک لہ کا حکم جاری ہے اللہ اللہ ہو اللہ ہو۔



میوزد باد بہاری در چمن　　آسماں ریزد برو در عدن

برگہا و شاخہا زو نغمہ زن　　سبزہ سبزہ در ثنائے ذوالمنن

حیف باشد گر نئی اسرار جو

اللہ اللہ ہو اللہ ہو

چمن میں باد بہاری چلتی ہے آسمان اسپر عدن کے موتی برساتا ہے (بارش ہوتی ہے) اسکی وجہ سے پتے اور شاخیں نغمہ زن ہیں، سبزہ سبزہ اس احسانات والے خدا کی تعریف میں مشغول ہے

اگر تو ان بھیدوں کا متلاشی و طلبگار نہیں تو تجھپر سخت افسوس اللہ اللہ ہو اللہ ہو

تیغ ابرو زلف دوتا ہیچ نیست　　چشم میگوں لب شکرزا ہیچ نیست
رنگ شیریں نقش لیلیٰ ہیچ نیست　　مہ جبیں حسن سراپا ہیچ نیست
حسن ہر شئی مظہر انوار او
اللہ اللہ ہو اللہ ہو

ابرو کی تلوار لمبی زلفیں کچھ نہیں ہیں، شراب بھری آنکھیں شیریں لب کچھ نہیں ہیں، شیریں کا رنگ لیلیٰ کا نقش کچھ نہیں ہے، چاندسی صورت قد کی خوبصورتی کچھ نہیں ہے ہر ہر شئے کے حسن میں اسی خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے انوار کا ظہور ہے (ہر شے مثل آئینہ کے اسکے حسن و جمال قدرت وکمال کو ظاہر کرتی ہے) اللہ اللہ ہو اللہ ہو ۔

شکر نعمت بر ہمہ کس واجب است　　شکر نعمت نعمتے را جالب است
کفر نعمت نعمتے را سالب است　　کفر نعمت از عطا ہا حاجب است
شکر نعمت قدر نعمتائے او
اللہ اللہ ہو اللہ ہو

اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے انعامات واحسانات کا شکریہ ہر شخص پر واجب ہے نعمتوں کا شکر ادا کرنا نعمتوں کو کھینچنے والا ہے ۔
نعمتوں کی ناشکری سے نعمتیں چھین لی جاتی ہیں نعمتوں کی ناشکری

بخششوں کو روکدیتی ہے (حجاب بنجاتی ہے)۔

(ف) اس شعر میں اس آیت پاک کی طرف اشارہ ہے۔

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ — اگر تم شکر کروگے تو تمکو زیادہ نعمت

وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ — دونگا اور اگر تم ناشکری کروگے تو میرا عذاب

عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ۝ — بڑا سخت ہے، (بیان القرآن)۔

اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی نعمتوں کا شکر اسکی نعمتوں کی بقدر واجب ہے، اور اسکی نعمتیں بے شمار ہیں۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ — اور اللہ کی نعمتیں اگر (انکو) شمار کرنے لگو

اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ۝ — تو شمار میں نہیں لاسکتے (بیان القرآن)

جب ان نعمتوں کا شمار کرنا ہی انسان کی طاقت سے باہر ہے تو شکر کرنا تو بدرجہ اولیٰ طاقت سے باہر ہے اور سب نعمتوں کا شکر تو کجا اسکی ایک ادنیٰ نعمت کا شکر بھی زندگی بھر نہیں ہوسکتا، زندگی بھر کی مخلصانہ نمازیں اور پُر خلوص سجدے اس کی ادنیٰ نعمت کے شکر کی برابری نہیں کرسکتے، اور کر بھی کیسے سکتے ہیں، انسان نماز پڑھتا ہے سجدے کرتا ہے اس کا ذکر کرتا ہے تو یہ خود اس کا مستقل احسان ہے کہ اس نے نمازیں پڑھنے سجدے کرنے ذکر کرنے کی توفیق دی اسپر مستقل شکر واجب اور وہ شکر بھی اس کی توفیق وعنایت سے ہی ہوگا اسپر مزید شکر واجب اور ضروری بلکہ حقیقت

تو یہ ہے کہ اگر اس نے ایکدفعہ بھی اپنا مبارک نام لینے کی توفیق دی تو یہ اس کریم کا اتنا بڑا احسان ہے کہ ہزاروں سجدے بھی کئے جائیں تو اس کا شکر ادا نہو۔ کہاں اس کا مبارک نام۔ کہاں یہ ناپاک زبان۔ ناپاک جسم۔ اس کریم نے اس گندگی بھرے انسان کو گندی زبان سے اپنا پاک نام لینے کی اجازت ہی دیدی یہی اتنا بڑا احسان ہے کہ انسان مر مٹے اور قربان ہوجائے

ہزار بار بشویم دہان زمشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

ہزار بار بھی اگر منہ کو مشک و گلاب سے دھویا جائے تو بھی یہ منہ اس لائق نہیں کہ اس کا پاک نام لیا جائے بلکہ سخت بے ادبی ہے ؎

اور اس کریم آقا کے احسانات میں سے ہر ایک احسان اتنا بڑا ہے کہ اس کے شکر کی ادائیگی میں انسان پوری زندگی گذار دے بلکہ قیامت تک بھی اگر شکر ادا کرتا رہے، بلکہ ہزار قیامتیں بھی ہوں، اور ہر دفعہ اسکو پوری زندگی ملے، اور پوری زندگی اسی ایک نعمت کے شکر میں گذار دے تب بھی اس کے شایان شان شکر ادا نہیں ہوسکتا، تو جب انسان اسکی ادنیٰ نعمت کا شکر کرنے سے بھی عاجز ہے تو ضروری ہے کہ اپنے عجز و قصور کا اعتراف کرتا رہے اور اپنی عبدیت و عاجزی اس مالک کے دربار میں پیش کرتا رہے اور معافی طلب کرتا رہے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے

زدست وزبان کہ بر آید
کز عہدۂ شکرش بدر آید
بندہ ہماں بہ کہ زتقصیر خویش
عذر بدرگاہ خدا آورد!
ورنہ سزا وار خداوندیش
کس نتواند کہ بجا آورد[1]

مگر انسان کتنا ناشکرا کتنا دلیر کتنا جری ہے کہ اس مالک کے احسانات میں ڈوبا ہوا ہے گویا سراپا احسان ہی احسان ہے اسکے احسانات کے سوا انسان ہیں اور ہے بھی کیا۔ اسکی زمین پر رہتا ہے اس کے آسمان کے نیچے چلتا ہے، اس کے چاند و سورج، ہوا پانی سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور اسی کی دی ہوئی زندگی اور اس کے دیئے ہوئے ہاتھ، پیر، آنکھ، کان ناک اور قوت و توانائی! اور اس کا دیا ہوا مال و دولت اسی کریم آقا کے حکم و مرضی کے خلاف استعمال کرتا ہے۔ حالاں کہ اپنے کو اس کی قدرت کے پنجہ میں گھرا ہوا بھی جانتا ہے کہ وہ جب چاہے پکڑ مارے،

[1] حاصل ترجمہ: کس کی زبان وہاتھ میں طاقت ہے کہ اس (اللہ تعالی) کی شکر گذاری کا حق ادا کر سکے۔ بندہ وہی بہتر ہے جو اپنی کوتاہی کا عذر خدائے پاک کے سامنے پیش کرتا ہے ورنہ اس خداوند تعالیٰ شانہ کے شایان شان شکر ادا کرنیکی کوئی طاقت نہیں رکھتا۔ ۱۲

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا — اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا ہے
وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا — اور اگر آپ ہماری مغفرت نکرینگے تو واقعی
وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ — ہمارا بڑا نقصان ہو جاوے گا۔
مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ٥ — (بیان القرآن)

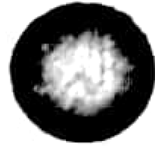
حضرتِ حق در سرت دو شمع داد — در دماغت جوھرِ عقلی نہاد
سینہ ات از فقہ و تقویٰ کرد شاد — تا نمانداشتباہ جور و داد
ذکر حق از شکر نعمتہائے او
اللہ، اللہ ہو اللہ ہو

حضرتِ حق تعالیٰ شانہٗ نے تیرے سر میں دو شمع (آنکھیں) رکھی ہیں (تاکہ تو محسوسات کو دیکھ سکے) اور تیرے دماغ میں عقل کا جوہر رکھدیا (تاکہ تو غیر محسوسات کو سوچ سکے) اور تاکہ تو ان دونوں روشنیوں کے ذریعہ محسوسات اور غیر محسوسات کے ہر ہر ذرہ میں خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی وحدانیت کے آثار اور اس کی قدرت و کمال اور حسن و جمال کا مشاہدہ کر سکے۔

اور اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ نے تیرے سینہ کو سمجھ اور تقویٰ سے مزین کردیا (یعنی فقہ و تقویٰ سمجھداری و پرہیزگاری کی صلاحیت تیرے سینہ میں رکھدی) تاکہ ظلم اور انصاف کے درمیان تو فرق کر سکے۔

حق تعالیٰ شانہ کا ذکر کرنا بھی اسکی نعمتوں کا شکر ہے اللہ، اللہ ہو اللہ ہو۔
یعنی حق تعالیٰ شانہ کا ذکر جو خود مستقل بہت بڑا احسان ہے اسکی توفیق ہی
بہت بڑا احسان ہے مگر قربان جائیے اس اکرم الاکرمین، ارحم الراحمین، کریم
آقا کے کہ اس نے اپنے ذکر کو ہی اپنی نعمتوں کے شکر کے قائم مقام کر دیا۔

ے اے خدا قربان احسانت شوم
کہ احسان بر احسان کردۂ



حق تعالیٰ کرد مارا مقتدار رحمت عالم محمد مصطفےٰ
فخر جملہ اولیار وانبیار در رضائش ہست مرضی خدا

ظاہر و باطن فدائے سر او
اللہ اللہ ہو اللہ ہو

حق تعالیٰ شانہ، نے ہمارا مقتدا رحمت عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا
جو تمام اولیار وانبیار کے فخر ہیں جنکی رضا و خوشنودی ہیں خدائے پاک کی خوشنودی ہے
جنکا ظاہر و باطن اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہ کی حقیقت پر قربان ہے،
خود کو مکمل اس ذات پاک میں فنا کئے ہوئے ہیں جسکو فنا فی اللہ کہتے ہیں۔ اسی لئے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے
وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ جس شخص نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے

فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ تو خدا تعالیٰ کی اطاعت کی، (بیان القرآن)



کرد نازل بر رسول خود کتاب وا نمودہ راہ باطل از صواب
تا نماند بر سبیل او حجاب تا نیاید عاطشے نزد سراب
بار یابد ہر کہ گیرد راہ او
اللہ اللہ اللہ ہو اللہ ہو

اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ نے اپنے رسول پر کتاب نازل فرمائی جس کے ذریعہ صحیح راستہ اور غلط راستہ کو جدا جدا کر دکھایا۔
تاکہ اس کے راستہ پر کوئی رکاوٹ نہ رہے تاکہ کوئی پیاسہ (پانی کے دھوکہ میں) ریت کے پاس نہ آئے۔
جو اللہ تعالیٰ کے اس راستہ کو اختیار کرلے اللہ کو پالے اللہ اللہ ہو اللہ ہو



اے خدا بر بندہ ات احسان کن نفس سرکش تابعِ قرآن کن
جان من بر حکم خود قربان کن زندگیم ختم بر ایمان کن
اعتماد م آیۃ لا تقنطوا
اللہ اللہ اللہ ہو اللہ ہو

اے خدا اپنے بندہ پر احسان فرما، اسکے سرکش نفس کو قرآن پر عمل کرنیوالا بنادے

میری جان کو اپنے حکم پر قربان کردے اور میری زندگی کا خاتمہ ایمان پر کیجیو۔

میرا اعتماد و بھروسہ آیۃ لَا تَقْنَطُوْا پر ہے، اس سے اشارہ اس آیت پاک کیطرف ہے:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ ✤ ✤ ✤

آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا تعالیٰ کی رحمت سے نا امید مت ہو، بالیقین اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرما دیگا واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے (بیان القرآن)

اللہ، اللہ ہو اللہ ہو

وَ اٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ۝ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وّاٰلہ وصحبہ وَسلم تسلیمًا ۝